اُردو تدوینِ متن کی روایت میں دبستانِ علی گڑھ کا کردار

ڈاکٹر عظمت رباب، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین، لاہور

Abstract

Dabistaan e Ali Garh is one of the important dabistaans in Urdu Tadveen e Matn. Many well known and important manunuscripts have been edited by the editors of this dabistaan which include classic texts of poetry and Tazkiraas. Linguistic characteristics and history references are main characteristics of this School of Tadveen e Matn. In this article Dr. Azmat Rubab has presented an overview of this Dabistaan and gives the details of the important works edited there.

اُردو میں تدوینِ متن کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اس کا آغاز بیسویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ اگرچہ یہ روایت زیادہ قدیم نہیں ہے لیکن اس ایک صدی میں بہت سے اردو متون کی تدوین کی گئی ہے۔ مدونین نے اپنے اپنے ذرائع سے کام لیتے ہوئے مختلف النوع موضوعات پر کام کیا ہے۔ ان مدونین کا تعلق پاکستان اور بھارت کے مختلف شہروں سے ہے۔ چونکہ وسائل و ذرائع اور مخصوص نقطہ نظر کے تحت ان متون کے طریق کار اور موضوعات مختلف رہے ہیں لہٰذا تدوینِ متن کے ان مراکز یا شہرں کو تدوینِ متن کے دبستان قرار دیے جاسکتے ہیں مثلاً دبستانِ لاہور، دکن، دہلی، رام پور، لکھنو، پٹنہ، بمبئی، علی گڑھ اور کراچی وغیرہ۔

دبستانِ علی گڑھ میں کلاسیکی متون کی تدوین کی گئی ہے۔ ان میں زیادہ تر متون شاعری کے ہیں۔ اس کے مقابلے میں نثری متون کم ہیں۔ نمائندہ مدونین نے ان کلاسیکی شعرا کے کلام کی تدوین کی ہے جن کا محض تذکرہ کتابوں میں ملتا تھا۔ اس طرح کلاسیکی متون کی حفاظت اور متون کے مستند نسخوں کی فراہمی کے اہم تحقیقی کام میں علی گڑھ کی خدمات بھی نمایاں ہیں۔ ان مدونین کے تدوین کردہ متون کا جائزہ درج ذیل ہے:

محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی

۱۔ تذکرہ شعرائے اُردو، میر حسن:

محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی (۱۸۶۶ء۔۱۹۶۲ء) نے میر حسن (۱۷۴۱ء۔۱۷۸۶ء) کے تذکرہ شعرائے اردو کو ترتیب دیا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۹۲۱ میں انجمن ترقی اردو سے شائع ہوا۔ بعد ازاں انجمن ترقی اُردو ہند ہی سے ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا۔

یہ تذکرہ فارسی زبان میں بہ رعایت حروفِ تہجی لکھا گیا ہے۔ ہر ردیف میں تین دور قائم کیے ہیں متقدمین، متوسطین، متاخرین۔ دورِ متقدمین فرخ سیر سے پہلے، دورِ متوسطین آخر عہد فرخ سیر سے ابتدا عہد محمد شاہ تک اور متاخرین اس کے بعد سے زمانۂ تالیف تذکرہ تک۔ اس تذکرہ کی زبان کے بارے میں حبیب الرحمٰن خاں شروانی لکھتے ہیں:

''یہ تذکرہ شاہد ہے کہ مؤلف کو عبارت آرائی و رنگیں بیانی میں عمدہ دستگاہ حاصل تھی۔ وہ سادہ و پرکار طرزِ عبارت جو میر تقی میر کے تذکرہ کی ہے اس میں نہیں۔''[۱]

مقدمہ کے بعد متن دیا گیا ہے۔ میر حسن نے ابتدا میں دیباچہ فارسی زبان میں درج کیا ہے۔ حروفِ تہجی کے اعتبار سے تینوں طبقوں کے شاعروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آبرو کے ذکر میں لکھا ہے:

''آبرو، غنچۂ گلزارِ گفتگو، از شاگردانِ سراج الدین علی خاں آرزو، میاں نجم الدین، عرف شاہ مبارک، المتخلص بہ آبرو، نبیرۂ حضرت محمد غوث گوالیاری نور اللہ مقدہ۔ از ابتدائے جوانی مشقِ سخن می کرد۔ شاعرِ خوش گوے در وقتِ خود بود۔''[۲]

فراق کا ذکر حرف 'ف' کے تحت طبقہ متاخرین میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''میاں ثناء اللہ، فراق تخلص۔ برادر زادۂ میاں ہدایت، از شاعرانِ حال ست۔ در شاہ جہان آبادمی ماند۔ شنیدہ ام کہ شعرِ خود بہ خدمت خواجہ میر درد می گزراند۔ مربوط می گوید۔ از وست:

دلِ دیوانۂ عاشق کو ناصح رنج راحت ہے　　　جراحت پر مری جو سنگ ہے سنگِ جراحت ہے''[۳]

۲۔ نکات الشعرا، میر تقی میر:

میر تقی میر (۱۱۳۵ھ۔۱۲۲۵ھ/۲۳۔۱۷۲۲۔۱۸۱۰ء) کے تذکرہ نکات الشعرا کا متن درج کیا گیا ہے اور بطور مقدمہ نگار حبیب الرحمٰن خاں شروانی کا نام درج ہے جو انجمن ترقی اردو سے شائع ہوا۔ سرورق پر مطبوعہ نظامی پریس بدایوں درج ہے۔

مقدمہ میں میر تقی میر کے حالات، اوصاف اور تذکرہ کی خصوصیات درج کی ہیں تاہم جس نسخے پر متن کی بنیاد ہے اس کے بارے میں صرف چند سطور ہیں جو ذیل میں درج ہیں:

''نکات الشعرا چھوٹی تقطیع کے ۱۸۷ صفحوں کا ایک مختصر رسالہ ہے مگر چونکہ ایک استادِ فن کی تصنیف ہے اس لیے ادبی، تاریخی اور معاشرتی معلومات اور فوائد سے مالا مال ہے۔ اس میں ایک سو دو (۱۰۲) شعرا کا تذکرہ ہے جن میں بتیس (۳۲) دکنی و گجراتی ہیں۔''[۴]

ابتدا میں ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ'' کے عنوان سے امیر خسرو کا ذکر ہے:

''مجمعِ کمالات و صاحبِ حالات، فضائلِ او اظہر من الشمس است۔ احوالِ امیر مذکور در تذکرہ ہا مسطور۔ ایں نوشتنِ احقر العباد فضولیست۔ اشعارِ ریختہ آں بزرگ بسیار دارد، دریں خود ترددے نیست۔ از انجملہ یک قطعہ تیمناً نوشتہ آید۔

زرگر پسرے چو ماہ پارا　　　کچھ گھڑئے سنوارے پکارا
نقدِ دلِ من گرفت ب بشکست　　　پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا''[۵]

جلیل احمد قدوائی

دیوانِ بیدار، میر محمدی بیدار:

جلیل احمد قدوائی (۱۹۰۴ء۔۱۹۹۶) نے دیوانِ بیدار کو مرتب کیا ہے جو ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ متن کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''میں نے یہ دیوان اپنے اور مولوی احسن مارہروی صاحب کے نسخے سے مقابلہ کر کے تیار کیا ہے۔ اگرچہ میرے اور میری فرمائش پر اکیڈمی نے ان حضرات کو جن کے پاس دیوان بیدار کے نسخے موجود تھے خطوط لکھے مگر کسی بزرگ نے اس کارِ خیر میں میری مدد کرنا ضروری نہیں سمجھا۔''۷

مرتب کے مطابق احسن مارہروی کا نسخہ ناقص و نامکمل ہے۔ کسی حد تک زیادہ پرانا ہے۔ اس میں ایک پوری غزل نئی ملی اور اس کے علاوہ بہت سے اشعار بھی ملے۔ حاشیوں میں اختلافِ نسخ کو درج کیا گیا ہے:

محتاج نہیں وصف ترا لوح و قلم کا　　ہے نام ترا باعث ایجاد رقم کا
یک وقت میں تھا خانۂ معمور کس کا　　یہ قصر یہ ایوان جو دیکھو ہو شکستہ (۲) ۸

حاشیہ میں اختلاف کو یوں درج کیا گیا ہے: ''۲۔ آتا ہے نظر یاں جو ہر ایوان شکستہ''۹

ڈاکٹر محمد حسن

کلیاتِ سودا:

ڈاکٹر محمد حسن نے کلیاتِ سودا کو دو جلدوں میں مرتب کیا۔ پہلی جلد ترقی اُردو بیورو نئی دہلی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمد حسن نے کلیاتِ سودا کے متن کی بنیاد رچرڈ جونسن کے نسخہ مملوکہ انڈیا آفس لائبریری لندن پر رکھی ہے۔ مقدمہ میں نسخہ کا تعارف دیا ہے۔ رچرڈ جونسن کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی ہیں۔ مرتب لکھتے ہیں کہ کلیاتِ سودا کی مروجہ ترتیب قائم نہیں رکھی گئی بلکہ اس کی ترتیب وہی ہے جو مخطوطے کی ہے۔ اس میں پہلے قصائد ہیں۔ پہلا قصیدہ در نعت حضرت رسالتؐ کے عنوان سے ہے:

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی　　نہ ٹوٹی شیخ سے زنّار تسبیح سلیمانی
ہنر پیدا کر اوّل ترک کیجو تب لباس اپنا　　نہ ہوں جوں تیغ بے جوہر دگر نہ ننگ عریانی ۱۰

مثنوی در ہجو فدوی کے بارے میں ڈاکٹر محمد حسن کا کہنا ہے:

''شاگرد کی طرف سے یہ مثنوی غالباً سودا نے لکھی۔ شید اتخلص موجود ہے۔''۱۱

۲۔ دیوانِ آبرو:

ڈاکٹر محمد حسن نے دیوانِ آبرو کو مرتب کیا جو ترقی اردو بیورو نئی دہلی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ دیوانِ آبرو کے متن کے

بارے میں لکھتے ہیں:

"زیرِنظر دیوان نسخۂ پٹیالہ پر مبنی ہے۔اس میں بعض اوراق ردیف الف کے اور ردیف ت سے ردیف خ تک کے غائب ہیں۔"[۱۲]

دیوانِ آبرو کا متن صفحہ ۷۵ سے ص ۳۳۸ پر ہے۔ پہلے غزلیات درج ہیں۔حاشیوں میں نسخوں سے اختلاف درج کیے گئے ہیں۔پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

آیا ہے صبح نیند سوں اُٹھ رسما ہوا　　جاما(۱) گلے میں رات کے پھولوں بسا ہوا[۱۳]

حاشیے میں یوں وضاحت کی ہے:

"۱۔جاماں (دیسنہ)[۱۴]

ضیا احمد ضیا

دیوانِ مومن مع شرح:

ضیا احمد ضیا نے دیوانِ مومن مع شرح ترتیب دیا ہے جو شانتی پریس الہ آباد سے ۱۹۶۲ء میں چوتھی بار شائع ہوا۔

سخن ہائے گفتنی میں مرتب نے لکھا ہے کہ انھوں نے ۱۹۲۵ء میں قصائدِ مومن شائع کیے تھے۔اب غزلیاتِ مومن کی تشریح مع متن پیش ہے۔مرتب کو جو نسخے دستیاب ہوئے ان میں سب سے قدیم نسخوں میں ۱۸۵۹ء کا رامپور کا ناتمام قلمی نسخہ، ناصر حبیب نبیرہ مومن کی عطا کردہ مطبوعہ کلیات ۱۸۷۲ء کا چھپا ہوا ملا۔ان دو نسخوں کا ذکر کرنے کے بعد مرتب لکھتے ہیں:

"مجبوراً بیس نسخوں سے مقابلہ کرنے اور اختلاف کی صورت میں ذاتی فیصلہ سے کام لینے کے بعد موجودہ ایڈیشن مرتب کیا گیا۔"[۱۵]

غزلیات کا متن صفحہ ایک سے ۲۶۷ تک ہے۔حواشی میں الفاظ اور اشعار کی تشریح کی گئی ہے۔ردیف الف کے دو اشعار درج ذیل ہیں:

نہ کیوں کر مطلعِ دیواں ہو مطلعِ مہر وحدت کا　　کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرع انگشتِ شہادت کا

بچاؤں آبلہ پائی کو کیونکر خار ماہی سے　　کہ بامِ عرش سے پھسلا ہے یارب پاؤں دقت کا[۱۶]

غزلیات کے بعد فردیات ہیں۔اس کے بعد معمیات ہیں۔معما بہ اسم مہتات رائے ذیل میں درج ہے:

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا　　ہم الٹے بات الٹی یار الٹا[۱۷]

ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو

ا۔گلشنِ ہند،سید حیدر بخش حیدری:

مختار الدین احمد آرزو نے حیدری کے تذکرہ گلشنِ ہند کو مرتب کیا ہے جو علمی مجلس دلی سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔

اس تذکرے کا پہلا جملہ یوں ہے:

"زینت(ا) کلام کی اس آفریدگار کی حمد سے ہے کہ جس نے سخن روح افزا کو ہر ایک بشر کی زبان پر جاری کیا اور اپنی وحدانیت کے اثبات کرنے کو گویا۔"۱۸

حاشیہ میں اس کی وضاحت یوں کی ہے: "(ا) یہ پورا دیباچہ نسخہ برٹش میوزیم لندن میں موجود نہیں۔"۱۹

جو عبارتیں نسخہ لندن سے اضافہ کی گئی ہیں انھیں متن میں قلابین [ ] میں درج کر دیا ہے اور حاشیے میں وضاحت کی ہے۔

۲۔ تذکرۂ آزردہ، مفتی صدرالدین آزردہ:

ڈاکٹر مختارالدین آرزو نے آزردہ (۱۲۰۴ھ۔۱۲۸۵ھ/ ۱۷۸۹ء۔۱۸۶۸ء) کا تذکرہ مرتب کیا ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔ اس تذکرے کے نسخے کے بارے میں ڈاکٹر مختارالدین احمد آرزو لکھتے ہیں:

"حسنِ اتفاق سے اس تذکرے کے ابتدائی ۴۴ صفحات کا ایک خطی نسخہ کسی طرح کورپس کرسٹی کالج، کیمبرج (انگلستان) کے کتب خانے میں پہنچ گیا (مخطوطہ نمبر ۱۵۹) اور یوں دست بردِ زمانہ سے محفوظ رہ گیا۔ اسی کے عکس سے یہ متن مرتب کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔"۲۰

تذکرے کے متن میں مرتب نے اپنے اضافوں کو قوسین سے ظاہر کیا ہے۔ اس تذکرے میں ۱۰۶ شعرا کا ذکر ہے۔ پہلا ترجمہ اثر کا ہے۔ متن کی سطور درج ذیل ہیں:

"اثر تخلص سید محمد میر (ا) برادرِ کوچک حضرت خواجہ میر متخلص بہ درد علیہ الرحمہ۔"۲۱

حاشیے میں وضاحت اور تصحیح یوں کی ہے: "ا۔ ہندی: میر محمد (صحیح محمد میر ہی ہے)"۲۲

۳۔ دیوانِ حضورؔ، شیخ غلام یحیٰ حضور:

مرتب لکھتے ہیں:

"صرف حضور کے اشعار اردو کے ہیں۔ اس بات کا امکان ہے کہ صاحبِ مجموعہ کے سامنے حضور کا منتخب دیوان ہو لیکن قیاس غالب یہ ہے کہ اس کے سامنے اس کا مکمل دیوان ہے جس سے اس نے انتخاب تیار کیا ہے۔"۲۳

متن کی ابتدا میں قصیدہ او رمثنویاں ہیں اور آخر میں غزلیات ہیں۔ ہر قصیدہ، مثنوی یا غزل کے بعد متن ہی میں اس کے حواشی درج کیے ہیں۔ مثلاً پہلے قصیدہ کا دوسرا شعر ہے:

مرتفع بامِ فلک اتنا بنا ہے کیوں کر   کہ پہنچتا نہیں واں وہم و تخیل کا وہق (ا)۲۴

قصیدے کے اختتام پر اس کا حوالہ یوں درج کیا ہے: "ا۔ وہق: ڈوری، جمع اوہاق"۲۵

ڈاکٹر مسعود حسین خاں

قصہ مہر افروز و دلبر، عیسوی خاں بہادر:

مرتب نے قصہ مہر افروز و دلبر کو مرتب کیا جو پہلی بار ۱۹۶۶ء میں حیدر آباد میں شائع ہوئی۔ دوسری بار انجمن ترقی اُردو

ہندنئ دہلی سے چھپی۔ زیرنظر یہی دوسرا ایڈیشن ہے۔ مرتب لکھتے ہیں کہ سرورق پر مصنف کا نام عیسوی خاں بہادر کاتب کا لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا بلکہ ایک طرف حاشیے پر لکھا ہوا ہے۔ داستان میں جو منظر کشی کی گئی ہے اس سے مرتب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مصنف دہلوی تھا۔ مصنف لال قلعہ دہلی کی دو عمارتوں ساون اور بھادوں، ایک باغ مہتاب باغ اور دیوان خاص کی بغلی محرابوں پر درج امیر خسرو کے ایک شعر کا حوالہ دیتا ہے جو لال قلعہ بننے کے بعد زبان زدِ خلائق ہو چکا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است　　ہمین است و ہمین است و ہمین است

کہیں کہیں املا کے حوالے سے بھی وضاحت کی گئی ہے۔ مثلاً؛

''اقلیم ہندوستان کی میں ایک شہر تھا کہ تس کا نانو عشق آباد تھا۔ تس مین حکم رَواُس جگّہ (۱) کا عادل شاہ بادشاہ تھا۔''۲۶

حاشیے میں جگہ کو تشدید کے ساتھ لکھنے کے طریق کار کی وضاحت کی گئی ہے۔

''۱۔ جگّہ ۔ قصے میں عام طور پر اس لفظ کا تلفظ مشدد لکھا گیا ہے۔ صرف چند مقامات پر یہ غیر مشدد تحریر ہے۔''۲۷

صفحہ ۱۵۳ تا ۲۰۵ نصیحت نامہ ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد

کتاب نورس، ابراہیم عادل شاہ ثانی:

ڈاکٹر نذیر احمد نے ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ۔۱۰۳۷ھ/۱۵۸۰ء۔۱۶۲۷ء) کی ''کتاب نورس'' کو مرتب کیا ہے جو ۱۹۵۵ء میں دانش محل امین الدولہ پارک لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

کتاب نورس کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''کتاب نورس علم موسیقی سے متعلق ایک مختصر کتاب دکھنی نظم میں ہے۔ اس میں کچھ راگ راگنیوں کی تصریح صرف اس قدر ہے کہ ایک راگ یا راگنی کو عنوان قرار دے کر اسکے ماتحت بادشاہ کے نظم کیے ہوئے گیت درج کر دیے گئے ہیں۔''۲۸

مرتب اپنی ترتیب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کتاب نورس کے اس متن میں تمام گیت پہلے تین نسخوں کے اعتبار سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ یعنی ایک راگ کے تمام گیت ایک ساتھ درج ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ تینوں نسخے بادشاہ کے عہد میں مرتب ہوئے تھے۔''۲۹

حاشیوں میں اختلافات نسخ درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً گیت نمبر ۱۵ کا ایک شعر درج ذیل ہے:

مُوتی خاں ساگر اُماں پور　　تاپَر بَنَت کلُول کھُو گور۳۰

حاشیے میں اس کے اختلاف یوں درج کیے گئے ہیں:

''۳۔ یہ گیت ب سے خارج ہے۔ ۴۔الف، ج: محذوف''۳۱

متن کے بعد کتاب نورس کا ترجمہ بھی دیا گیاہے۔تلمیحات میں ہندی دیوی دیوتاؤں اور عہد ابراہیمی کی چند چیزوں کی وضاحت حروفِ تہجی کے اعتبار سے کی گئی ہے۔

ڈاکٹرظہیراحمد صدیقی

۱۔ دیوانِ درد:

ڈاکٹرظہیراحمد صدیقی نے دیوانِ دردمرتب کیاہے جو۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔متن میں ردیف الف کا پہلاشعر ہے:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا حقا کہ خداوند ہے تو لوح وقلم کا ۳۲

دوسری غزل کا پہلاشعر ہے:

ماہیتوں کو روشن کرتاہے نور تیرا اعیان ہے (۶) مظاہر ظاہر ظہور تیرا ۳۳

اس کے حاشیہ میں اختلاف یوں درج کیاہے: ''۶۔ ہیں = نظامی ۳۴

دیوانِ درد کوخلیل الرحمٰن داؤدی،عبدالباری آسی اور رشید حسن خاں نے بھی مرتب کیا ہے۔

۲۔کلیاتِ فانی:

ڈاکٹرظہیراحمد صدیقی نے کلیاتِ فانی مرتب کیاہے جو ترقی اردو بیورونئی دہلی سے۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔

فہرست میں سنین کے التزام کے ساتھ یہ بھی درج کر دیا گیاہے کہ متعلقہ غزل یا کلام کس مجموعہ میں شامل ہے مثلاً متن میں پہلے غزلیات درج کی گئی ہیں۔ ردیف الف کی پہلی غزل کا اندراج فہرست میں یوں کیا گیاہے:

''اس بزم میں ہشیار ہوا بھی نہیں جاتا د۔ب۔ع قدیم''۳۵

درج بالا اندراج سے یہ معلومات فراہم ہوتی ہیں کہ یہ غزل دیوانِ فانی ، باقیاتِ فانی اورعرفانیاتِ فانی میں موجود ہےاور یہ۱۹۰۶ء سے قبل لکھی گئی تھی۔ ردیف الف کی پہلی غزل کے دواشعار درج ذیل ہیں:

یاں ہوش سے بیزار ہوا بھی نہیں جاتا اُس بزم میں ہُشیار ہوا بھی نہیں جاتا
آتے ہیں عیادت کو تو کرتے ہیں نصیحت احباب سے غم خوار ہوا بھی نہیں جاتا ۳۶

ڈاکٹرافتخاربیگم صدیقی

دیوانِ شاکر ناجی:

ڈاکٹر افتخار بیگم صدیقی نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے دیوانِ شاکر ناجی کی تدوین کی جوانجمن ترقی اُردو ہند نئی دہلی سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔صفحہ۱۱۴ تا صفحہ۲۲۳متن ہے۔ پہلے غزلیات ہیں۔ پہلاشعر ہے

دیکھو ذرہ(۱) سے شبنم دُرد(۲) ہے یک قطرہ آب اس کا نشانی مہر کی ہےمشتری ہوآفتاب (۳) اس کا ۳۷

حاشیہ میں اختلاف درج کیے گئے ہیں۔

''۱۔ زرہ = الف　　۲۔ اور ہی ہے = الف　　۳۔ حباب اس کا = الف ۳۸؎

ردیف ذ کی ایک غزل سے قبل یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ یہ غزل نسخہ الف سے شامل کی گئی۔ اس کے پہلے دو اشعار ذیل میں درج ہیں:

لگتی ہے تیری بات سجن جوں شکر لذیذ　　میٹھا ہے تجھ لباں کا جوں انگور تر لذیذ

شیریں لباں کی بات [بھی] ہے شیریں سربسر　　تیرا ہے بند بند ہر اک جوں شکر لذیذ ۳۹؎

غزلیات کے بعد فردیات درج کی گئی ہیں۔ اس کے بعد رباعیات ہیں۔ اور نوٹ دیا گیا ہے کہ یہ رباعیاں صرف نسخہ ایشیا میں ہیں اور قطعات کے ذیل میں ہی درج ہیں۔ اس کے بعد مخمس واسوخت ہیں۔ اس کے بعد قصائد اور مراثی ہیں۔ کل سات مرثیے اس میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر خورشید الاسلام

دیوانِ قائم:

خورشید الاسلام (۱۹۱۹ء۔ ۲۰۰۶ء) نے دیوانِ قائم کو مرتب کیا ہے۔ یہ دیوان مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ انھوں نے انڈیا آفس کے نسخے کو بنیادی متن قرار دیا ہے۔

اقتدا حسن نے بھی نے کلیاتِ قائم کو ترتیب دیا ہے جو مجلسِ ترقیِ ادب لاہور سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ دونوں مرتبین کے مرتب کردہ متون میں اشعار کی ترتیب اور چند الفاظ کا فرق ہے۔ مثلاً اقتدا حسن نے غزل نمبر ایک کا جو چوتھا شعر درج کیا ہے وہ خورشید الاسلام کے مرتبہ دیوان میں دوسرے نمبر پر ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

دل پردے میں کہہ رمزِ حقیقت کہ مبادا　　محرم ہو کوئی غیر ترے رازِ نہاں کا

غزل نمبر پانچ کا پانچواں شعر دونوں مرتبین کے متون میں ایک ہی ہے

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند　　کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

ڈاکٹر انصار اللہ نظر

تذکرہ قطعہ منتخب، عبدالغفور خاں نساخ:

ڈاکٹر انصار اللہ نظر نے عبدالغفور خاں نساخ کا ''تذکرہ قطعہ منتخب'' مرتب کیا جو انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔

''تعارف'' میں مرتب نے زیرِ نظر تذکرے کی یہ خصوصیت درج کی ہے کہ یہ تذکرہ شعرا کے اصنافِ سخن کے نمونے قطعہ نگاری کے حوالے سے اہم ہے۔ قطعہ منتخب میں شعرا کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ ڈاکٹر انصار اللہ نظر نے اس تذکرے کا مکمل متن شائع نہیں کیا بلکہ ان کے بقول ''تمام قطعات کا نقل کرنا غیر ضروری معلوم ہوا، اس لیے نمونے کے طور پر

ہر شاعر کا ایک قطعہ (یا اگر طویل قطعہ ہے تو اس کے صرف چند شعر) نقل کر دیے گئے ہیں، البتہ ہر شاعر کے جتنے قطعات مولف نے درج کیے تھے، ان کی تعداد لکھ دی ہے۔'' ۳۹

مرتب نے حواشی میں شعرا کی ولادت و وفات کے سنین درج کیے ہیں، ہجری سنین کے ساتھ عیسوی بھی لکھ دیے گئے ہیں، اصل ترجمے سے متعلق کوئی وضاحت ہے تو اسے بھی حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ حواشی میں تذکروں اور کتب تواریخ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر متن میں سید محمد میر اثر کے بارے میں مولف تذکرہ کی سطور درج ذیل ہیں:

''اثر تخلص، سید محمد میر دہلوی (۲) حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ کے چھوٹے بھائی۔۔۔۔'' ۴۱

حاشیے میں گلشنِ ہند سے اثر کا سالِ وفات درج کیا ہے:

''۲۔ متوفی ۱۲۱۹ھ (۹۴-۱۷۹۴ء) مدفن بیرون ترکمان دروازہ دہلی (گلشن ہند، حیدری، ص ۳۱ بر حاشیہ)'' ۴۲

مجموعی جائزہ

اس دبستان کے تحت درج ذیل متون کی تدوین کی گئی ہے۔

کلیاتِ و دواوین:

دیوانِ بیدار، کلیاتِ سودا، دیوانِ آبرو، دیوانِ مومن مع شرح، دیوانِ حضور، کتاب نورس، دیوانِ درد، کلیاتِ فانی، دیوانِ شاکر ناجی۔

نثری متون:

قصہ مہر افروز و دلبر۔

تذکرے:

تذکرہ شعرائے اُردو (میر حسن)، تذکرہ شعرائے ہندی (میر حسن)، تذکرہ گلشنِ ہندۃ (حیدری)، تذکرۂ آزردہ، تذکرہ نکات الشعرا، تذکرہ قطعۂ منتخب۔

اس دبستان کے تحت کلاسیکی متون کی تدوین کی گئی ہے۔ ان میں دواوین وکلیات اور تذکرے شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسن نے کلیاتِ سودا کو دو جلدوں میں مدون کیا ہے۔ انھوں نے نسخہ جونسن کی بنیاد پر اس کلام کو پیش کیا ہے۔ مقدمے میں سودا کے کلام کو تاریخی ترتیب سے گوشوارے کی مدد سے ظاہر کیا ہے۔ اس دبستان کے مدونین نے درد، مومن، سودا، فانی، ناجی اور ابراہیم عادل شاہ کے کلام کو بھی مدون کیا ہے۔ تذکروں میں میر حسن، میر، حیدری اور آزردہ کے تذکروں کی تدوین کی گئی ہے۔ دبستانِ علی گڑھ کے مدونین متون کی تدوین کرتے ہوئے کئی نسخوں کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ شاذ ہی کسی متن کی بنیاد وحید نسخے پر رکھی گئی ہے۔ مقدموں میں نسخوں کا تعارف دیا گیا ہے اور متن کی خصوصیات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ لسانی خصوصیات بھی بیان کی گئی ہیں۔ مالک رام اور ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے کربل کتھا کو مرتب کر کے شائع کرایا۔ اس دبستان کے مدونین نے بہت سے کلاسیکی متون کی تدوین کی ہے۔ اس سے تاریخِ ادب اُردو کے کئی سلسلے مربوط ہو گئے ہیں۔

حواشی:

۱۔ محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی (مرتب) تذکرہ شعرائے اُردو، میر حسن، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۲۱ء، ص:۲ مقدمہ
۲۔ ایضاً، ص:۷متن
۳۔ ایضاً، ص:۱۲۵متن
۴۔ محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی (مرتب) نکات الشعرا، میر تقی میر، بدایوں: نظامی پریس، س۔ن، ص: ایک مقدمہ
۵۔ ایضاً، ص:۲متن
۶۔ جلیل احمد قدوائی (مرتب) دیوانِ بیدار، میر محمدی بیدار، الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی، ۱۹۳۷ء، ص:۳۱ مقدمہ
۷۔ ایضاً، ص: ایک متن
۸۔ ایضاً، ص:۳
۹۔ ایضاً، ص: حاشیہ
۱۰۔ ڈاکٹر محمد حسن (مرتب) کلیاتِ سودا جلد اوّل، نئی دہلی: مجلس ترقی اُردو بیورو، ۱۹۸۵ء، ص ۸۹متن
۱۱۔ ایضاً، ص:۴۳۳ حاشیہ
۱۲۔ ڈاکٹر محمد حسن، دیوانِ آبرو، نجم الدین شاہ مبارک آبرو، نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۲۰۰۰ء، ص:۴۴
۱۳۔ ایضاً، ص:۵۷متن
۱۴۔ ایضاً، ص: حاشیہ
۱۵۔ ضیا احمد ضیا، دیوانِ مومن مع شرح، الہ آباد: شانتی پریس، ۱۹۶۲ء، ص:۴سخن ہائے گفتنی
۱۶۔ ایضاً، ص: ایک متن
۱۷۔ ایضاً، ص:۲۶۷
۱۸۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (مرتب)، گلشنِ ہند، سید حیدر بخش حیدری، دلی: علمی مجلس، ۱۹۶۷ء، ص:۲۱متن
۱۹۔ ایضاً، ص: حاشیہ
۲۰۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (مرتب)، تذکرۂ آزردہ، مفتی صدر الدین آزردہ، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۷۴ء، ص۱۳مقدمہ
۲۱۔ ایضاً، ص:۲۲متن
۲۲۔ ایضاً، ص:۶۵ حواشی
۲۳۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (مرتب)، دیوانِ حضور، شیخ غلام یحیٰ حضور، دہلی: ۱۹۷۷ء، ص:۱۶ مقدمہ
۲۴۔ ایضاً، ص:متن
۲۵ ایضاً، ص:۵۰ حاشیہ

۲۶۔ ڈاکٹرمسعود حسین خاں (مرتب)، قصہ مہر افروز و دلبر،عیسوی خاں بہادر،نئی دہلی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۱۹۶۶ء، دوسرا ایڈیشن،ص: ۳۹متن

۲۷۔ ایضاً،ص: حاشیہ

۲۸۔ ڈاکٹر نذیر احمد (مرتب)، کتاب نورس، ابراہیم عادل شاہ ثانی،لکھنؤ: دانش محل امین الدولہ پارک، ۱۹۵۵ء،ص: ۱۱ مقدمہ

۲۹ ایضاً،ص:۶۲

۳۰۔ ایضاً،ص: ۷۷متن

۳۱۔ ایضاً،ص: حاشیہ

۳۲۔ ڈاکٹرظہیراحمد صدیقی (مرتب)، دیوانِ درد، ۱۹۶۱ء،ص: ایک متن

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ایضاً،ص: حاشیہ

۳۵۔ ڈاکٹرظہیراحمد صدیقی (مرتب)،کلیاتِ فانی ،نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو،۱۹۹۳ء،ص: ۷فہرست

۳۶۔ ایضاً،ص: ۴۹متن

۳۷۔ افتخار بیگم صدیقی (مرتب)، دیوانِ شاکر ناجی ،نئی دہلی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۱۹۸۹ء،ص:۱۱۴متن

۳۸۔ ایضاً،ص: حاشیہ

۳۹۔ ایضاً،ص: ۲۱۰متن

۴۰۔ ڈاکٹر انصاراللہ نظر (مرتب)، تذکرہ قطعہ منتخب،عبدالغفور خاں نساخ، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان،۱۹۷۴ء، ص: ایک تعارف

۴۱۔ ایضاً،ص: ۱۰متن

۴۲۔ ایضاً،ص: حاشیہ